لفظِ تراویح صحابہؓ و تابعینؒ (یعنی اسلاف) کے زمانے میں

مسئلہ تراویح

نعمان اقبال

تراویح کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

لفظِ تراویح صحابہؓ و تابعینؒ (یعنی اسلاف) کے زمانے میں

تحقیق و تخریج: نعمان اقبال

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری اس تحریر کا مقصد آٹھ رکعات تراویح پڑھنے والوں کو ملامت کرنا ہرگز نہیں اور نہ ہی آٹھ رکعات تراویح پڑھنے والوں کی نفی کرنا مقصود ہے، کیونکہ آج کے اس پُر فتن دور میں جہاں ایک مسلمان مسجد میں آنا گوارہ نہیں کرتا وہاں کوئی مسجد میں آکر بیس کے بجائے آٹھ رکعات تراویح ہی پڑھ لے تو بھی غنیمت ہے۔ ہماری اس تحریر کا مقصد صرف اُن لوگوں کی نفی کرنا ہے جو آٹھ رکعات تراویح کو سنت اور بیس رکعات تراویح کو بدعت کہہ کر ۱۴ سو سالوں سے چلے آنے والے اس سنت عمل کو گمراہی قرار دیتے ہوئے آئمہ اربعہ ؒسمیت باقی تمام آئمہ کرامؒ سے عام اور لاعلم مسلمانوں کو بدگمان کرتے ہیں اور انہیں گمراہ کرتے ہوئے آئمہ اربعہؒ کے مسلک سے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

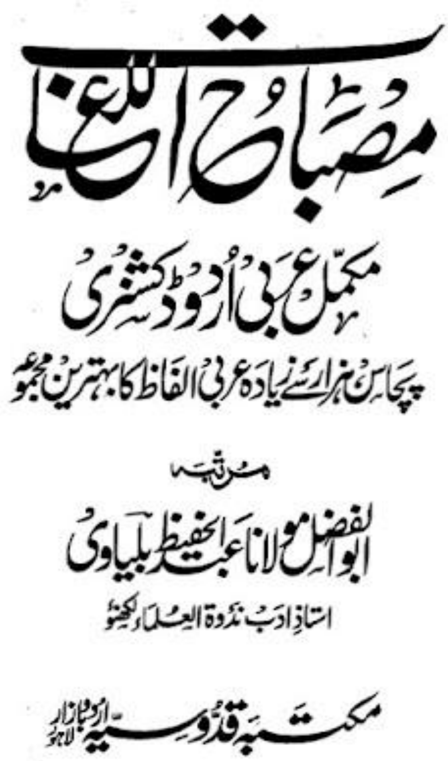
سب سے پہلے ہم قارئین کرام کے سامنے تراویح کے لفظ کا اصل معنٰی و مفہوم پیش کریں گے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

تراویح کے لغوی اور اصطلاحی معنٰی

"اَلتَّرَاوِیْحُ ۔ترویحہ کی جمع ہے جس کے معنٰی مطلقاً بیٹھنے کے ہیں۔ پھر اس بیٹھنے پر اطلاق ہونے لگا جو رمضان کی راتوں میں ہر چار رکعت نماز کے بعد آرام حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ پھر ہر چار رکعت ہی کو ترویحہ کہنے لگے اور تراویح کا اطلاق پوری بیس رکعات نماز پر بھی ہوتا ہے جن کو رمضان میں پڑھتے ہیں"۔(مصباح اللغات: حرف 'روح'، ص ۳۱۱)


راح　روح + ریح　رد + راد　۳۱۱

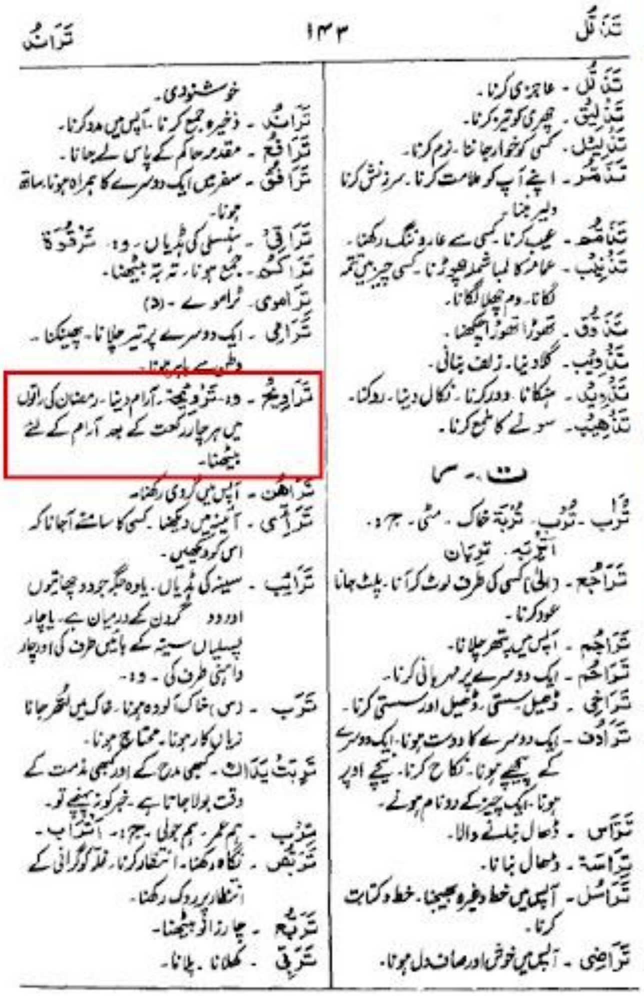
التراویح: ترویحہ کی جمع، جس کے معنی مطلقاً بیٹھنے کے ہیں۔ پھر اس بیٹھنے پر اطلاق ہونے لگا جو رمضان کی راتوں میں ہر چار رکعت پڑھ لینے کے بعد آرام حاصل کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں۔ پھر ہر چار رکعت ہی کو ترویحہ کہنے لگے اور تراویح کا اطلاق پوری بیس رکعت نماز پر بھی ہوتا ہے جن کو رمضان میں پڑھتے ہیں۔





تراویح - (ت) ... نماز سنت کی وہ بیس رکعتیں جو ماہ رمضان میں نماز عشاء کے بعد اور وتروں سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چونکہ ہر چوتھی رکعت کے بعد تھوڑا وقفہ کرتے اور آرام لیتے ہیں اس لئے یہ نام ہوا۔





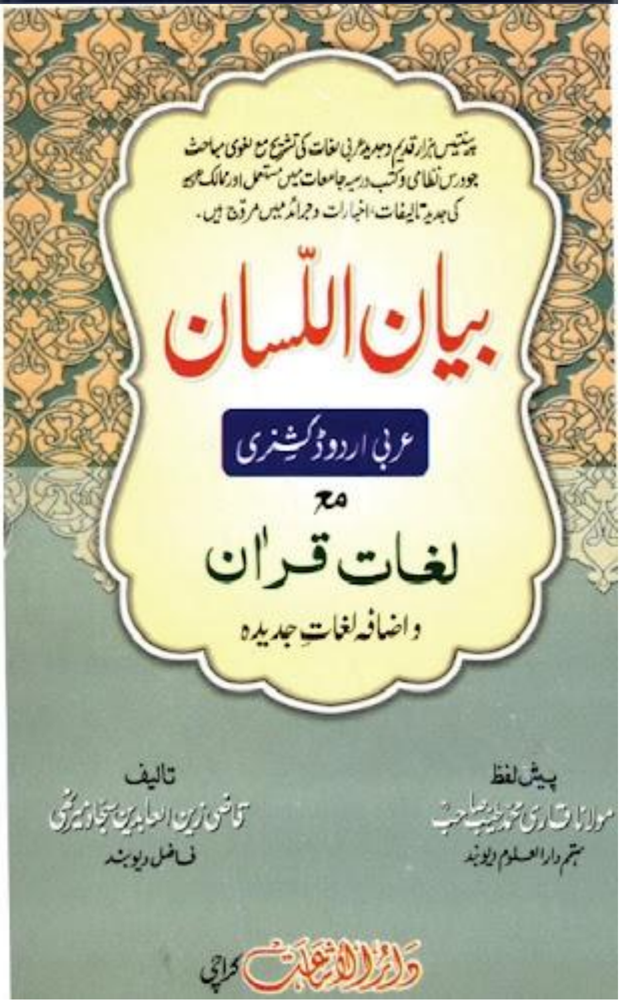
تَذَلُّل ۱۴۳ تَرَاضٍ

تَذَلُّل - عاجزی کرنا۔
تَذْلِيق - چھری کو تیز کرنا۔
تَذْلِيل - کسی کو خوار جاننا - نرم کرنا۔
تَذَمُّر - اپنے آپ کو ملامت کرنا - سرزنش کرنا
دلیر جاننا۔
تَذَامُم - عیب کرنا - کسی سے عار و ننگ رکھنا۔
تَذْنِيب - عمامہ کا لبا شملہ چھوڑنا - کسی چیز میں دم
لگانا - دم چھلا لگانا۔
تَذَوُّق - تھوڑا تھوڑا چکھنا۔
تَذْوِيب - گلا دینا - زلف بنانی۔
تَذْوِيد - ہنکانا - دور کرنا - نکال دینا - روکنا۔
تَذْهِيب - سونے کا ملمع کرنا۔

ت ۔ ر

تُرَاب - تُرْب - تُرْبَة خاک - مٹی - ج: ۔
اَتْرِبَة - تِرْبَان
تَرَاجُع - (الی) کسی کی طرف لوٹ کر آنا - پلٹ جانا
عود کرنا۔
تَرَاجُم - آپس میں پتھر چلانا۔
تَرَاحُم - ایک دوسرے پر مہربانی کرنا۔
تَرَاخِي - ڈھیل سستی - ڈھیل اور سستی کرنا۔
تَرَادُف - ایک دوسرے کا دوست ہونا - ایک دوسرے
کے پیچھے ہونا - نکاح کرنا - نیچے اوپر
ہونا - ایک چیز کے دو نام ہونے۔
تَرَّاس - ڈھال بنانے والا۔
تِرَاسَة - ڈھال بنانا۔
تَرَاسُل - آپس میں خط وغیرہ بھیجنا - خط و کتابت
کرنا۔
تَرَاضِي - آپس میں خوش اور صاف دل ہونا۔

خوشنودی۔
تَرَاتُب - ذخیرہ جمع کرنا - آپس میں مدد کرنا۔
تَرَافُع - مقدمہ حاکم کے پاس لے جانا۔
تَرَافُق - سفر میں ایک دوسرے کا ہمراہ ہونا - ساتھ
ہونا۔
تَرَاقِي - ہنسلی کی ہڈیاں - و: تَرْقُوَة
تَرَاكُم - جمع ہونا - تہ بہ تہ بیٹھنا۔
تَرَاهُوی - ٹراموے - (د)
تَرَامِي - ایک دوسرے پر تیر چلانا - پھینکنا -
وطن سے باہر جانا۔
تَرَاوِيح - و: تَرْوِيحَة - آرام دینا - رمضان کی راتوں
میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کے لئے
بیٹھنا۔
تَرَاهُن - آپس میں گروی رکھنا۔
تَرَائِي - آئینہ میں دیکھنا - کسی کا سامنے آجانا کہ
اس کو دیکھیں۔
تَرَائِب - سینہ کی ہڈیاں - یا وہ جگہ جو دو چھاتیوں
اور دو گردن کے درمیان ہے - یا چار
پسلیاں سینہ کے بائیں طرف کی اور چار
داہنی طرف کی - و: ۔
تَرِب - (س) خاک آلودہ ہونا - خاک میں لتھڑ جانا
نرالی کا رہونا - محتاج ہونا۔
تَرِبَتْ يَدَاكَ - کبھی مدح کے اور کبھی مذمت کے
وقت بولا جاتا ہے - خبر کو نہ پہنچے تو۔
تِرْب - ہم عمر - ہم جولی - ج: اَتْرَاب -
تَرَبُّص - نگاہ رکھنا - انتظار کرنا - غلہ کو گرانی کے
انتظار پر روک رکھنا۔
تَرَبُّع - چار زانو بیٹھنا۔
تَرْبِيَة - کھلانا - پلانا۔



إعلاء السنن

تأليف

المحدث الناقد العلام مولانا ظفر أحمد العثماني التهانوي رحمه الله

على ضوء ما أفاده

حكيم الأمة الإمام الفقيه الداعية الكبير مولانا الشيخ أشرف علي التهانوي

أول طبعة على الكمبيوتر مزينة بترقيم الأحاديث، وعنوان البحث في أعلى كل صفحة، مع تصحيح الأخطاء المطبعية الواقعة في الطبعة السابقة

الجزء السابع

إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
أشرف منزل د/٤٣٧، گارڈن ايسٹ، كراتشي ٥، پاكستان

كالإجماع، فثبت أن السنة قراءة عشر آيات في كل ركعة من التراويح، وهي رواية الحسن عن أبي حنيفة كما تقدم، ولا إجماع في القيام بتسعة وثلاثين لخلاف أهل مكة وأمصار المسلمين في ذلك إذ ذاك، فإن عامة أهل البلاد كانوا يقومون بثلاثة وعشرين سوى أهل المدينة كما سيأتي.

وفي "الهداية" (١:١٣١): والمستحب في الجلوس بين الترويحتين مقدار الترويحة، وكذا بين الخامسة وبين الوتر لعادة أهل الحرمين اهـ. قلت: قال الحافظ في "الفتح" (٤:٢١٧): التراويح جمع ترويحة، وهي المرة الواحدة من الراحة، كتسليمة من السلام، سميت الصلاة في الجماعة في ليالي رمضان التراويح، لأنهم أول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين، وقد عقد محمد بن نصر في قيام الليل بابين، لمن استحب التطوع لنفسه بين كل ترويحتين ولمن كره ذلك، وحكى فيه عن يحيى بن بكير عن الليث: أنهم كانوا يستريحون قدر ما يصلي الرجل كذا وكذا ركعة اهـ. وفي "كنز العمال" (٤:٢٨٤): عن زيد بن وهب، قال: كان عمر بن الخطاب يروحنا في رمضان -يعني بين الترويحتين- قدر ما يذهب الرجل من المسجد إلى سلع[1] رواه البيهقي في "سننه" وقال: كذا قال، ولعله أراد من يصلي بهم التراويح بأمر عمر رضي الله عنه اهـ. قلت: ولم أقف على سنده، ولاينزل عن رتبة الضعيف، والليث المذكور هو ابن سعد ثقة ثبت فقيه إمام مشهور من كبار أتباع التابعين، ولكنه حكايته لم تسند.

قال بعض الناس: وعلى كل حال لا يحصل بما ذكر الاستحباب مطلقًا، فإن المدار على الاستراحة، وليس كل إمام يحتاج إليه خصوصاً بين كل تسليمتين، إلا أن يقال: إن ضبط القاعدة يقتضي ذلك فافهم. ثم اعلم أن أصحابنا يقولون به بعد كل أربع، ففي "الكفاية" (١:٤٠٧): والترويحة ههنا اسم لكل أربع ركعات اهـ. ولا دليل على تعيينه، وأما إطلاق الترويحة على الأربع فقد ورد في أثر ضعيف سيأتي.

قلت: هذا الأثر ضعفه البيهقي، وتعقبه العلامة الحافظ ابن التركماني في "الجوهر النقي" بأن الأظهر أن ضعفه من جهة أبي سعد سعيد بن المرزبان البقال، فإنه متكلم فيه،

(١) سلع اسم جبل بالمدينة المنورة – كذا في الصراح.

أوجز المسالك إلى موطأ مالك

الجزء الثاني

تأليف

الإمام المحدث

محمد زكريا الكاندهلوي المدني

المتوفى سنة ١٤٠٢ هـ

اعتنى به وعلّق عليه

الأستاذ الدكتور تقي الدين الندوي

دار القلم
دمشق

(٢) باب ما جاء في قيام رمضان

قصر المدة، أو لأنه رأى من قيام الناس في آخر الليل وقوتهم عليه ما كان أفضل عنده من جمعهم على إمام واحد في أول الليل، ثم رأى عمر أن يجمعهم على إمام واحد، انتهى مختصراً.

والأوجه عندي: الأول.

(٢) ما جاء في قيام (شهر) رمضان

ويسمى التراويح كما تقدم، قال الكرماني: اتفقوا على أن المراد بقيام رمضان التراويح، وبه جزم النووي وغيره، قال الباجي[1]: يجب أن يكون صلاة تختص به، ولو كان شائعاً في جميع السنة لما اختص به ولا انتسب إليه، اهـ.

وفي «الإقناع»: اتفقوا على أن التراويح هي المراد من قوله ﷺ: «قام رمضان» الحديث، وفي «الشرح الكبير»: التراويح هي قيام رمضان، ثم التراويح جمع ترويحة، وهي المرة الواحدة من الراحة، كتسليمة من السلام، سميت الصلاة جماعة في ليالي رمضان تراويح لأنهم أول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين، قاله الحافظ في «الفتح»[2].

وقال المجد في «القاموس»: ترويحة شهر رمضان سميت بها لاستراحة بعد كل أربع ركعات، وقال ابن نجيم في «البحر»: التراويح جمع ترويحة، وهي في الأصل مصدر بمعنى الاستراحة، سميت به الأربع ركعات المخصوصة لاستلزامها استراحة بعدها كما هو السنة فيها، قال في «الفتح الرحماني»: قال في «المبسوط» وغيره: أجمعت الأمة على مشروعيتها، ولم ينكرها أحد من أهل القبلة إلا الروافض، ثم ذكر الأقوال في أنها سنة مؤكدة.

(١) «المنتقى» (١/ ٢٠٧).

(٢) «فتح الباري» (٤/ ٢٥٠).

اہل علم اس بات سے بخوبی واقف ہونگے کہ عربی گرامر دنیا کی تمام گرامر سے الگ ہے اور اس کا مقابلہ دنیا کی کوئی زبان نہیں کر سکتی۔ دنیا کی ہر زبان میں واحد جمع کے صرف دو ہی صیغے ہوتے ہیں ایک واحد اور دوسرا جمع یا یہ کہیں کہ واحد کی ضد پہ جمع آتا ہے۔ لیکن عربی وہ واحد زبان ہے جس میں واحد جمع کے لئے تین صیغے استعمال ہوتے ہیں، ایک کے لئے واحد اور دو کے لئے تثنیہ کا اور دو سے زیادہ کے لئے جمع کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

لفظ تراویح اصل میں لفظ "ترویحہ" سے نکلا ہے جس کے معنٰی آرام کرنے یا دو گھڑی سانس لے لینے کے ہیں اور یہ لفظ واحد ہے، اس کا تثنیہ ہے "ترویحانِ""جیسے سورۃ رحمٰن میں "ربکما تکذبانِ" دو گروہوں یعنی جن اور انس کے لئے استعمال کیا گیا ہے"، اسی طرح ترویحہ کی جمع تراویح ہے۔

اب تراویح کو تراویح ہم اسی صورت میں کہہ سکتے ہیں جب ہم ۱۲ رکعات یا اس سے زیادہ پڑھیں، اگر ۸ رکعات پڑھی تو وہ عربی گرامر کے لحاظ سے تراویح نہیں بلکہ ترویحان کہلائے گا جیسا کہ علامہ جمال الدین ابن منظورؒ نے لسان العرب میں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور غیر مقلد عالم علامہ وحید الزمان صدیقی نے تیسیر الباری میں بیان کیا ہے۔

۱۔ لغت کے مشہور امام علامہ جمال الدین ابن منظور الأنصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۷۱۱ھ) اپنی عظیم شان کتاب لسان العرب میں تحریر فرماتے ہیں: "وَفِي حَدِيثِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ: إِنَّ الْجَمَلَ الْأَحْمَرَ لَيُرِيحُ فِيهِ مِنَ الْحَرِّ، الْإِرَاحَةُ هَاهُنَا: الْمَوْتُ وَالْهَلَاكُ، وَيُرْوَى بِالنُّونِ، وَقَدْ تَقَدَّمَ۔ وَالتَّرْوِيحَةُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ: سُمِّيَتْ بِذَلِكَ لِاسْتِرَاحَةِ الْقَوْمِ بَعْدَ كُلِّ أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ، وَفِي الْحَدِيثِ: صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ؛ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَرِيحُونَ بَيْنَ كُلِّ تَسْلِيمَتَيْنِ۔ وَالتَّرَاوِيحُ: جَمْعُ تَرْوِيحَةٍ، وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ، تَفْعِيلَةٌ مِنْهَا، مِثْلُ تَسْلِيمَةٍ مِنَ السَّلَامِ"۔ "تراویح، ترویحۃ کی جمع ہے، اور ایک مرتبہ آرام کرنے کا نام ہے، مادہ راحت سے بر وزن تفعیلہ جیسے مادہ سلام سے وزن تسلیمہ، اور ماہ رمضان کی نماز تراویح کو بھی اسی لئے تراویح کہتے ہیں کہ لوگ ہر چار رکعت کے بعد آرام کرتے ہیں"۔ (لسان العرب لابن منظور: ج ۲، حرف 'ج' الراء، باب روح، ص ۴۶۲-۴۶۱)

لِسَانُ العَرَب

للإمام العلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم
ابن منظور الافريقي المصري

المجلد الثاني

دار صادر
بيروت

رؤبة في فعل الخالق قاله بأعرابيته ، قال : ونحن نستوحش من مثل هذا اللفظ لأن الله تعالى إنما يوصف بما وصف به نفسه ، ولولا أن الله، تعالى ذكره، هدانا بفضله لتمجيده وحمده بصفاته التي أنزلها في كتابه، ما كنا لنهتدي لها أو نجترىء عليها ؛ قال ابن سيده : فأما الفارسي فجعل هذا البيت من جفاء الأعراب ، كما قال :

لاهُمَّ إن كنتَ الذي كعَهْدِي ،
ولم تُغَيِّرْكَ السُّنونَ بَعْدِي

وكما قال سالمُ بنُ دارَةَ :

يا فَقْعَسِيُّ ، لِمْ أكَلْتَه لِمَهْ ؟
لو خافَكَ اللهُ عليه حَرَّمَهْ ،
فما أكَلْتَ لَحْمَه ولا دَمَهْ

والرَّاحُ : الخمرُ ، اسم لها . والراحُ : جمع راحة ، وهي الكَفُّ . والراح : الارْتياحُ ؛ قال الجُمَيْحُ ابنُ الطَّمَّاحِ الأَسَدِيُّ :

ولَقِيتُ ما لَقِيَتْ مَعَدٌّ كلُّها ،
وفَقَدْتُ راحِي في الشَّبابِ وخالي

والخالُ : الاختيال والخُيَلاء ، فقوله : وخالي أي واختيالي .
والراحةُ : ضِدُّ التعب . واستراحَ الرجلُ ، من الراحة . والرَّوَاحُ والراحة من الاستراحة . وأراحَ الرجلُ والبعيرُ وغيرهما ، وقد أراحَني ، ورَوَّح عني فاسترحت ؛ ويقال : ما لفلان في هذا الأمر من رَواح أي من راحة ؛ ووجدت لذلك الأمر راحةً أي خِفَّةً ؛ وأصبح بعيرك مُرِيحاً أي مُفيقاً ؛ وأنشد ابن السكيت :

أراحَ بعد النَّفَسِ المَحْفُوزِ ،
إراحةَ الجِدايةِ النَّفُوزِ

الليث : الراحة وِجْدانُك رَوْحاً بعد مشقة ، تقول: أَرِحْني إراحةً فأَسْتَرِيحَ ؛ وقال غيره : أَراحَهُ إراحةً وراحةً ، فالإراحةُ المصدرُ ، والراحةُ الاسم ، كقولك أطعته إطاعة وطاعة وأعَرْتُه إعارةً وعارةً .
وفي الحديث : قال النبي ، صلى الله عليه وسلم ، لمؤذنه بلال : أَرِحْنا بها أي أَذِّنْ للصلاة فنَسْتَرِيحَ بأَدائها من اشتغال قلوبنا بها ؛ قال ابن الأثير : وقيل كان اشتغاله بالصلاة راحة له ، فإنه كان يَعُدُّ غيرها من الأعمال الدنيوية تعباً ، فكان يستريح بالصلاة لما فيها من مناجاة الله تعالى ، ولهذا قال : وقُرَّةُ عيني في الصلاة ، قال : وما أقرب الراحة من قُرَّة العين .
يقال : أَراحَ الرجلُ واستراحَ إذا رجعت إليه نفسه بعد الإعياء ؛ قال : ومنه حديث أُمِّ أَيْمَنَ أنها عَطِشَتْ مُهاجِرَةً في يوم شديد الحرِّ فدُلِّيَ إليها دَلْوٌ من السماء فشربت حتى أراحت . وقال اللحياني: أراحَ الرجلُ استراحَ ورجعت إليه نفسه بعد الإعياء، وكذلك الدابة ؛ وأنشد :

تُرِيحُ بعد النَّفَسِ المَحْفُوزِ

أي تَسْتَرِيحُ . وأَراحَ : دخل في الرِّيح . وأَراحَ إذا وجد نسيم الريح . وأَراحَ إذا دخل في الرَّواحِ . وأَراحَ إذا نزل عن بعيره ليُرِيحَه ويخفف عنه . وأَراحه الله فاستراح ، وأَراحَ تنفس ؛ وقال امرؤ القيس يصف فرساً بسَعَةِ المَنْخَرَيْنِ :

لها مَنْخَرٌ كوِجارِ السِّباعِ ،
فمنه تُرِيحُ إذا تَنْبَهِرْ

وأَراحَ الرجلُ : مات ، كأَنه استراحَ ؛ قال العجاج :

أَراحَ بعد الغَمِّ والتَّغَمْغُمِ [1]

وفي حديث الأسود بن يزيد : إن الجَمَل الأحمر لَيُرِيحُ فيه من الحرِّ ؛ الإراحةُ هنا : الموتُ

[1] قوله « والتغمغم » في الصحاح ومثله بهامش الأصل والتغمم .

لِسَانُ العَرَب

للإمام العلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم
ابن منظور الافريقي المصري

المجلد الثاني

دار صادر
بيروت

والفلاك ، ويروى بالنون ، وقد تقدم .
والتَّرْوِيحةُ في شهر رمضان : سميت بذلك لاستراحة القوم بعد كل أربع ركعات ؛ وفي الحديث : صلاة التراويح ؛ لأنهم كانوا يستريحون بين كل تسليمتين . والتراويح : جمع تَرْوِيحة ، وهي المرة الواحدة من الراحة ، تَفْعِيلة منها ، مثل تسليمة من السلام .
والراحةُ : العِرْسُ لأنها يُسْتَراحُ إليها . وراحةُ البيت : ساحته . وراحةُ الثوب : خَمْلُه . ابن شميل: الراحة من الأرض : المستوية ، فيها ظُهُورٌ واستواء تنبت كثيراً ، جَلَدٌ من الأرض ، وفي أماكن منها سُهُولٌ وجَراثيم ، وليست من السَّيْل في شيء ولا الوادي ، وجمعها الرَّاحُ ، كثيرة النبت .
أبو عبيد : يقال أتانا فلان وما في وجهه رائحةُ دمٍ من الفَرَق ، وما في وجهه رائحةُ دمٍ أي شيء . والمطر يَسْتَرْوِحُ الشجرَ أي يُحْيِيه ؛ قال :

يَسْتَرْوِحُ العِلْمُ مَنْ أَمْسَى له بَصَرٌ
وكان حَيّاً ، كما يَسْتَرْوِحُ المَطَرُ

والرَّوْحُ : الرحمة ؛ وفي الحديث عن أبي هريرة قال : سمعت رسول الله ، صلى الله عليه وسلم ، يقول : الريحُ من رَوْحِ الله تأتي بالرحمة وتأتي بالعذاب ، فإذا رأيتموها فلا تَسُبُّوها واسألوا من خيرها ، واستعيذوا بالله من شرها ؛ وقوله : من روح الله أي من رحمة الله ، وهي رحمة لقوم وإن كان فيها عذاب لآخرين . وفي التنزيل : ولا تَيْأَسُوا من رَوْحِ الله ؛ أي من رحمة الله ، والجمع أرواحٌ .
والرُّوحُ : النَّفْسُ ، يذكر ويؤنث ، والجمع الأرواح . التهذيب : قال أبو بكر بنُ الأنباري : الرُّوحُ والنَّفْسُ واحد ، غير أن الروح مذكر والنفس مؤنثة عند العرب . وفي التنزيل : ويسألونك عن الرُّوح قل الروح من أمر ربي ؛ وتأويلُ الروح أنه ما به حياةُ النفْس . وروى الأزهري بسنده عن ابن عباس في قوله: ويسألونك عن الروح ؛ قال : إن الرُّوح قد نزل في القرآن بمنازل ، ولكن قولوا كما قال الله ، عز وجل: قل الروح من أمر ربي وما أوتيتم من العلم إلا قليلاً . وروي عن النبي ، صلى الله عليه وسلم ، أن اليهود سأَلوه عن الروح فأَنزل الله تعالى هذه الآية . وروي عن الفراء أنه قال في قوله : قل الروح من أمر ربي ؛ قال : من علم ربي أي أنكم لا تعلمونه ؛ قال الفراء : والرُّوح هو الذي يعيش به الإنسان ، لم يخبر الله تعالى به أحداً من خلقه ولم يُعْطِ عِلْمَه العباد . قال : وقوله عز وجل : ونَفَخْتُ فيه من رُوحي ؛ فهذا الذي نفخه في آدم وفينا لم يُعْطِ علمه أحداً من عباده ؛ قال : وسمعت أبا الهيثم يقول : الرُّوحُ إنما هو النَّفَسُ الذي يتنفسه الإنسان ، وهو جارٍ في جميع الجسد ، فإذا خرج لم يتنفس بعد خروجه ، فإذا تَمَّ خروجُه بقي بصره شاخصاً نحوه ، حتى يُغَمَّضَ ، وهو بالفارسية « جان » ؛ قال : وقول الله عز وجل في قصة مريم ، عليها السلام : فأَرسلنا إليها روحَنا فتمثل لها بَشَراً سَوِيّاً ؛ قال : أَضافَ الروحَ المُرْسَلَ إلى مريم إلى نفسه كما تقول : أرضُ الله وسماؤه ، قال : وهكذا قوله تعالى للملائكة : فإذا سَوَّيْتُه ونفختُ فيه من روحي ؛ ومثله : وكَلِمَتُه أَلقاها إلى مريم ورُوحٌ منه ؛ والرُّوحُ في هذا كله خَلْقٌ من خَلْقِ الله لم يعط علمه أحداً ؛ وقوله تعالى : يُلْقِي الرُّوحَ من أمره على من يشاء من عباده ؛ قال الزجاج : جاء في التفسير أن الرُّوح الوَحْيُ أو أَمْرُ النبوّة ؛ ويُسَمَّى القرآنُ روحاً . ابن الأعرابي : الرُّوحُ الفَرَحُ . والرُّوحُ : القرآن . والرُّوح : الأَمرُ . والرُّوح : النَّفْسُ . قال أبو العباس [1] »

[1] قوله « قال أبو العباس » هكذا في الاصل .

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۵۲ھ) کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں: ’’كَذَا فِي رِوَايَةِ الْمُسْتَمْلِي وَحْدَهُ وَسَقَطَ هُوَ وَالْبَسْمَلَةُ مِنْ رِوَايَةِ غَيْرِهِ وَالتَّرَاوِيحُ جَمْعُ تَرْوِيحَةٍ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ كَتَسْلِيمَةٍ مِنَ السَّلَامِ سُمِّيَتِ الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ فِي لَيَالِي رَمَضَانَ التَّرَاوِيحَ لِأَنَّهُمْ أَوَّلَ مَا اجْتَمَعُوا عَلَيْهَا كَانُوا يَسْتَرِيحُونَ بَيْنَ كُلِّ تَسْلِيمَتَيْنِ وَقَدْ عَقَدَ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ بَابَيْنِ لِمَنِ اسْتَحَبَّ التَّطَوُّعَ لِنَفْسِهِ بَيْنَ كُلِّ تَرْوِيحَتَيْنِ وَلِمَنْ كَرِهَ ذَلِكَ وَحَكَى فِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَسْتَرِيحُونَ قَدْرَ مَا يُصَلِّي الرَّجُلُ كَذَا كَذَا رَكْعَةً‘‘۔ ’’خلاصہ مطلب یہ ہے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے جو راحت سے مشتق ہے جیسے تسلیمہ سلام سے مشتق ہے۔ رمضان کی راتوں میں جماعت سے نفل نماز پڑھنے کو تراویح کہا گیا، اس لیے کہ وہ شروع میں ہر دو رکعتوں کے درمیان تھوڑا سا آرام کیا کرتے تھے۔ علامہ محمد بن نصر نے قیام اللیل میں دو باب منعقد کئے ہیں۔ ایک ان کے متعلق جو اس راحت کو مستحب گردانتے ہیں۔ اور ایک ان کے متعلق جو اس راحت کو اچھا نہیں جانتے۔ اور اس بارے میں یحییٰ بن بکیر نے لیث سے نقل کیا ہے کہ وہ اتنی اتنی رکعات کی ادائیگی کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اسے نماز تراویح سے موسوم کیا گیا‘‘۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر العسقلانی: ج۵، کِتَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ، ص۴۴۳)


فتح الباري
بشرح صحيح البخاري
للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢هـ)
وعليه تعليقات مهمة
للعلامة الشيخ
عبد الرحمن بن ناصر البراك
اعتنى به
أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة جديدة مصححة ومقابلة على طبعة بولاق الميرية وقد تضمنت لأول مرة:
- بيان إحالات ابن حجر في الكتاب (أكثر من ١٣٠٠٠ موضع).
- توثيق النصوص من أهم موارد ابن حجر (قرابة ٤٤ مرجعاً).
- ذكر أرقام أطراف كل حديث في السابق له واللاحق عليه.
- بيان مواضع تراجمات الحافظ ابن حجر.
- الإشارة إلى مواضع معلقات البخاري في تغليق التعليق.

{ مع الاحتفاظ بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي للكتب والأبواب والأحاديث والإحالة بالهامش الجانبي إلى مواضع الكلام بالطبعة السلفية }

المجلد الخامس
الأحاديث: ١٧٧٣ - ٢٢٣٨
الكتب: العمرة - المحصر - جزاء الصيد - فضائل المدينة - الصوم - صلاة التراويح - فضل ليلة القدر - الاعتكاف - البيوع

دار طيبة


٣١ـ كتاب صلاة التراويح/ باب١/ ح٢٠٠٨ـ٢٠١٣ ——— ٤٤٣

بسم الله الرحمن الرحيم

٣١/ ٣١ـ كِتَابُ صَلَاةِ التَّرَاوِيحِ ٤/ ٢٥٠

(كتاب صلاة التراويح)، كذا في رواية المستملي وحده، وسقط هو والبسملة من رواية غيره، والتراويح جمع ترويحة وهي المرة الواحدة من الراحة كتسليمة من السلام، سميت الصلاة في الجماعة في ليالي رمضان التراويح لأنهم أول ما اجتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين، وقد عقد محمد بن نصر في «قيام الليل» بابين لمن استحب التطوع لنفسه بين كل ترويحتين ولمن كره ذلك، وحكى فيه عن يحيى بن بكير عن الليث أنهم كانوا يستريحون قدر ما يصلي الرجل كذا كذا ركعة.

١ ـ بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

٢٠٠٨ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

[تقدم في: ٣٥، الأطراف: ٣٥، ٣٧، ٣٨، ١٩٠١، ٢٠٠٩، ٢٠١٤]

٢٠٠٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ عَلَى ذَلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

[تقدم في: ٣٥، انظر قبله]

٢٠١٠ ـ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ أَنَّهُ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ

۳۔احمد بن محمد بن اِسماعیل الطحطاویؒ(المتوفی:۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں:"الترويحة الجلسة في الأصل ثم سميت بها الأربع ركعات التي آخرها الترويحة۔ روی قوله: "الترويحة الجلسة" فهي المرة الواحدة من الراحة"۔"اصل لغت میں ترویحہ بیٹھنے کے معنیٰ میں آتا ہے یعنی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھنا۔ ترویحہ ایک مرتبہ بیٹھ کر راحت حاصل کرنا ہے"۔(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح: باب التراویح، ص ۴۱۰)


كتاب الصلاة ٤١٠

إذا كانت سائرة (يتوجه المصلي فيها للقبلة) لقدرته على فرض الاستقبال (عند افتتاح الصلاة وكلما استدارت) السفينة (عنها) أي القبلة (يتوجه) المصلي باستدارتها (إليها) أي القبلة (في خلال الصلاة) وإن عجز يمسك عن الصلاة (حتى) يقدر إلى أن (يتمها مستقبلاً) ولو ترك الاستقبال لا يجزيه في قولهم جميعاً.

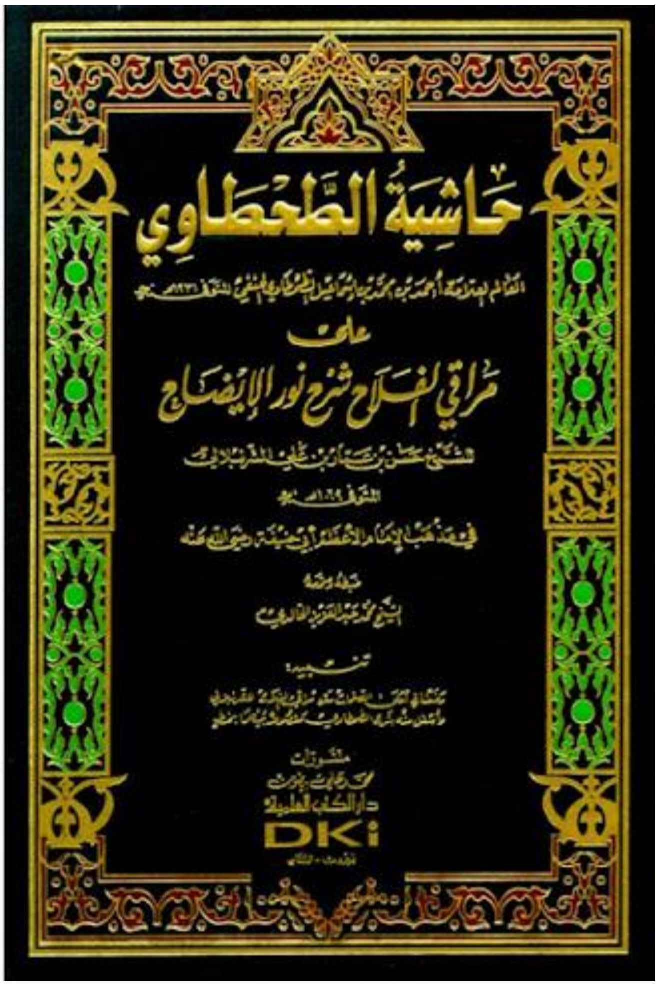
فصل في صلاة التراويح

الترويحة الجلسة في الأصل، ثم سميت بها الأربع ركعات التي آخرها الترويحة روى

مطلقاً سواء استقرت على الأرض أم لا أمكنه الخروج أم لا وقيده في الإيضاح بأحد أمرين بالإستقرار، وعدم إمكان الخروج عند عمد الإستقرار كما في الفتح، والتبيين، واختاره في المحيط، والبدائع كما في البحر فما قاله الشيخ شاهين في رسالة له وما في الإيضاح لم أقف على تصحيحه لأحد، بل هو ضعيف، والمعتمد الإطلاق مردود قال الحلبي: وعلى هذا أي ما ذكر في الإيضاح ينبغي أنْ لا تجوز الصلاة فيها إذا كانت سائرة مع إمكان الخروج إلى البر والإيضاح هو للتجريد في ثلاث مجلدات كلاهما لعبد الرحمن أبي الفضل الكرماني. قوله: (وإنْ عجز يمسك عن الصلاة) نقله في الشرح عن مجمع الروايات. قوله: (ولو ترك الاستقبال لا تجزيه في قولهم جميعاً) هذا ما أورده الشيخ أكمل الدين بقوله: وينبغي أنْ يتوجه إلى القبلة كيفما دارت السفينة سواء كان عند الإفتتاح، أو في خلال الصلاة لأنّ التوجه فرض عند القدرة، وهذا قادر اهـ كذا في الشرح قال بعض الحذاق: المتبادر أنّ لزوم التوجه منوط بالقدرة عليه كما يشير إليه كلام المضمرات، والاسبيجابي إذ الاستقبال قد يسقط للعذر، ولو عند الإمكان كما في الخائف من عدوه عدم الإمكان أولى، والعلامة الأكمل لم يطلق لزوم الإستقبال، بل قيد بالقدرة، وعند عدم القدرة على الشيء كيف يتحقق لزومه، وإلى ما ذكرنا يشير كلام الدرر حيث قال: لأنه يمكنه الإستقبال من غير مشقة إذ مفهومه أنه عند عدم الإمكان، وعند المشقة لا يلزمه الاستقبال، ومفاهيم الكتب حجة كما لا يخفى، وما في مجمع الروايات أنه إنْ عجز يمسك عن الصلاة يمكن حمله على حالة الرجاء اهـ أي رجاء زوال العذر قبل الوقت فتأمل اهـ بتصرف، وهو كلام حسن إذ على ما أفاده المصنف يلزمه تأخير الصلوات في أسفار البحر الملح عند إشتداد الأرياح، وتقلبها، وفي سفن مصر عند السفر إلى العارف بالله تعالى السيد أحمد البدوي بحراً في المراكب العامة، وغير ذلك، والله سبحانه وتعالى أعلم وأستغفر الله العظيم.

فصل في صلاة التراويح

قوله: (الترويحة الجلسة) فهي المرة الواحدة من الراحة. قوله: (ثم سميت بها الأربع



۴۔علامہ ابن عابدین الشامیؒ(المتوفی: ۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:"وَالتَّرَاوِيحُ جَمْعُ تَرْوِيحَةٍ! سميت الأربع بها للاستراحة بعدها"۔ "تراویح ترویحہ کی جمع ہے۔ یعنی ہر دو رکعت کے بعد بیٹھ کر راحت حاصل کرنا"۔(الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین: ج۲، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹۳)

رد المحتار

على

الدر المختار شرح تنوير الأبصار

لخاتمة المحققين

محمد أمين الشهير بابن عابدين

مع تكملة ابن عابدين لنجل المؤلف

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

قدم له وقرظه

الأستاذ الدكتور محمد بكر إسماعيل

كلية الدراسات - جامعة الأزهر

الجزء الثاني

المحتوى

كتاب الصلاة

دار عالم الكتب

للطباعة والنشر والتوزيع

الرياض

أقل من شرفه جاز) لأن المقصود القربة خلافاً لزفر والثلاثة (ولو نذرت عبادة) كصوم وصلاة (في غد فحاضت فيه يلزمها قضاؤها) لأنه يمنع الأداء لا الوجوب (ولو) نذرتها (يوم حيضها لا) لأنه نذر بمعصية.

(التراويح سنة) مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين (للرجال والنساء) إجماعاً (ووقتها بعد صلاة العشاء)

حاصلة في أيّ مكان، وتقدم قبيل باب الوتر أفضل الأماكن. قوله: (لأنه) أي الحيض المفهوم من فعله السابق. قوله: (لأنه نذر بمعصية) لأن يوم الحيض مناف للصوم العبادة، بخلاف صوم الغد فإنه باعتبار ذاته قابل للأداء، ولكن صرف عنه مانع سماوي منع الأداء فوجب القضاء.

مَبْحَثٌ: صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ

قوله: (التراويح) جمع ترويحة؛ سميت الأربع بها للاستراحة بعدها. خزائن. وإنما أخرها عن النوافل لكثرة شعبها واختصاصها عنها بأدائها بجماعة وأحكام أخر، ولذا أفرد لها تأليفاً خاصاً بأحكامها الإمام حسام الدين، وتبعه العلامة قاسم. قوله: (سنة مؤكدة) صححه في الهداية وغيرها، وهو المروي عن أبي حنيفة. وذكر في الاختيار أن أبا يوسف سأل أبا حنيفة عنها وما فعله عمر، فقال: التراويح سنة مؤكدة، ولم يتخرجه عمر من تلقاء نفسه، ولم يكن فيه مبتدعاً؛ ولم يأمر به إلا عن أصل لديه وعهد من رسول الله ﷺ. ولا ينافيه قول القدوري إنها مستحبة كما فهمه في الهداية عنه، لأنه إنما قال: يستحب أن يجتمع الناس، وهو يدل على أن الاجتماع مستحب، وليس فيه دلالة على أن التراويح مستحبة، كذا في العناية. وفي شرح منية المصلي: وحكى غير واحد الإجماع على سنيتها، وتمامه في البحر. قوله: (لمواظبة الخلفاء الراشدين) أي أكثرهم، لأن المواظبة عليها وقعت في أثناء خلافة عمر رضي الله عنه، ووافقه على ذلك عامة الصحابة ومن بعدهم إلى يومنا هذا بلا نكير، وكيف لا وقد ثبت عنه ﷺ «عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ» كما رواه أبو داود[1]. بحر. قوله: (إجماعاً) راجع إلى قول المتن «سنة للرجال والنساء» وأشار إلى أنه لا اعتداد بقول الروافض: إنها سنة الرجال فقط على ما في الدرر والكافي، أو أنها ليست بسنة أصلاً كما هو المشهور عنهم على ما في حاشية نوح، لأنهم أهل بدعة يتبعون أهواءهم لا يعوّلون على كتاب ولا سنة، وينكرون الأحاديث الصحيحة. قوله: (بعد صلاة العشاء) قدّر لفظ صلاة إشارة إلى أن المراد بالعشاء الصلاة لا

(١) أخرجه أبو داود (٤٦٠٧) والترمذي (٢٦٧٦) وابن ماجه (٤٢) وأحمد في المسند ٤/١٢٦ والطبراني في الكبير ١٨/٢٤٦، ٢٤٧ والبيهقي في السنن ١٠/١١٤ وابن حبان (١٠٢) وانظر نصب الراية ١/١٢٦.

۵۔مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان القِنّوجی (المتوفی:۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:”فی لیالی رمضان، جمع ترویحہ، وھی المرة الواحدة من الراحة، کتسلیمة من السلام، وھی فی الأصل اسم للجلسة، وسمیت الصلاة فی الجماعة فی لیالی رمضان التراویح لأنھم کانو أول ما اجتمعوا علیھا یستریحون بین کل تسلیمتین“۔”صلوۃ التراویح: یہ ترویحہ کی جمع ہے اوراس کے معنیٰ ہیں کہ ایک مرتبہ راحت حاصل کرنا جیسا کہ سلام سے تسلیمہ ہے۔اوراصل لغت میں ترویحہ بیٹھنے کے معنیٰ میں آتا ہے۔اوررمضان کی راتوں میں جو نماز جماعت سے پڑھی جاتی ہے اس کو تراویح کہا جاتا ہے۔اس لئے کہ لوگ ہر دو سلاموں کے بعد راحت حاصل کرتے تھے اس وقت جب وہ پہلی بار اس نماز پر جمع ہوئے تھے“۔(عون الباری لحل أدلة البخاری: ج۳، کتاب صلاۃ التراویح، ص۸۵۸)

عَوْنُ البَارِي

لِحَلّ أَدِلَّةِ البُخَارِي

للإمام العلامة

أبي الطيب صديق حسن علي الحسيني القنوجي البخاري

شرح كتاب

التجريد الصريح لأحاديث الجامع الصحيح

الجزء الثاني

الناشر
دار الرشيد
حلب - سوريا

كتاب صلاة التراويح

عَنْ عائشةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ لَيْلَةً فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ ، تَقَدَّمَ هَذَا الحَدِيثُ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ ، وَبَيْنَهُمَا مُخَالَفَةٌ فِي اللَّفْظِ ، وَقَالَ فِي آخِرِ هَذِهِ الرِّوَايَةِ : فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ .

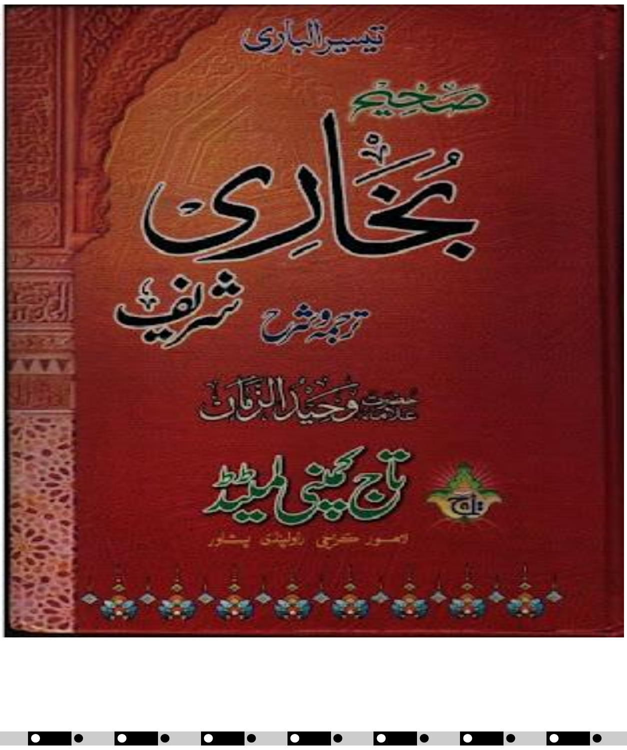
• (بسم الله الرحمن الرحيم) •

• (كتاب صلاة التراويح) •

في ليالي رمضان ، جمع ترويحة ، وهي المرة الواحدة من الراحة ، كتسليمة من السلام ، وهي في الأصل اسم للجلسة ، وسميت الصلاة في الجماعة في ليالي رمضان ، التراويح ، لأنهم كانوا أول ما اجتمعوا عليها يستريحون بين كل تسليمتين . وقد عقد محمد بن نصر في قيام الليل بابين لمن استحب التطوع لنفسه بين كل ترويحتين ولمن كره ذلك . وحكى فيه عن يحيى بن بكير عن الليث : أنهم كانوا يستريحون قدر مايصلي الرجل كذا وكذا ركعة .

(عن عائشة رضي الله عنها أن رسول الله صلى الله عليه) وآله (وسلم خرج) من حجرته إلى المسجد (ليلة) من ليالي رمضان (من جوف الليل فصلى في المسجد وصلى رجال بصلاته ، تقدم هذا الحديث في كتاب الصلاة ، وبينهما مخالفة في اللفظ) ولفظ هذا الحديث : فأصبح الناس فتحدثوا ، فاجتمع أي في الليلة الثانية أكثر منهم فصلوا معه ، فأصبح الناس فتحدثوا ، أي بذلك ، فكثر أهل المسجد من الليلة الثالثة ، فخرج إليهم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، فصلى ، فصلوا بصلاته ، فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن أهله ، أي ضاق ، حتى خرج لصلاة الصبح ، فلما قضى الفجر أقبل على الناس فتشهد ، أي في صدر الخطبة ، ثم قال : أما بعد فإنه لم يخف علي مكانكم ولكني خشيت أن تفرض — أي صلاة التراويح في جماعة — عليكم فتعجزوا عنها ، أي فتتركوها مع القدرة . وظاهر قوله هذا أنه توقع ترتب

٦۔ فرقہ غیر مقلدین کے عالم جناب وحید الزمان صدیقی لکھتے ہیں: ”تراویح اس کا نام اس لئے ہوا کہ ترویح کہتے ہیں آرام کرنے کو صحابہ اس نماز میں ہر دوگانہ کے بعد تھوڑی دیر آرام سے بیٹھتے راحت لیتے“۔(تیسیر الباری شرح بخاری: ج۱، کتاب الصوم، ص۱۴۶)



عِيدًا ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَصُومُوهُ أَنْتُمْ .

عید سمجھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

٢٢٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ إِلَّا هَذَا الْيَوْمَ ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ ، وَهَذَا الشَّهْرَ ، يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ .

ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عبید اللہ بن ابی یزید سے انہوں نے ابن عباسؓ سے انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قصد کر کے کسی خاص دن کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا مگر اس دن کا یعنی عاشورے کے دن کا اور اس مہینے کا یعنی رمضان کا۔

٢٢٥- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ : أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ أَنْ أَذِّنْ فِي النَّاسِ ، أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ .

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے یزید بن ابی عبید نے انہوں نے سلمہ بن الاکوع سے انہوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلم قبیلے کے ایک شخص کو یہ حکم دیا لوگوں میں منادی کر دے جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ بھی باقی دن کچھ نہ کھائے اور جس نے نہیں کھایا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ یہ عاشورے کا دن ہے۔

كتاب صلاة التراويح

کتاب نماز تراویح کے بیان میں

بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ .

باب۔ رمضان میں تراویح پڑھنے کی فضیلت[1]

[1] تراویح اس کا نام اس لئے ہوا کہ ترویح کہتے ہیں آرام کرنے کو صحابہ اس نماز میں ہر دوگانہ کے بعد تھوڑی دیر آرام سے بیٹھتے راحت لیتے۔ ۱۲ منہ

٢٢٦- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا کہا ہم سے لیث بن سعد نے انہوں نے عقیل سے

تراویح باعتبار اصطلاح: علم لغت کے دو ماہر اور خریت فن کے بیانات سے معنیٰ لغوی کے ساتھ ساتھ اصطلاحی معنیٰ بھی واضح و روشن ہو جاتے ہیں اگر چہ نماز تراویح کیا ہے؟ اور نماز تراویح کس کو کہتے ہیں؟ اسکی تلاش میں زیادہ سر گرداں ہونے کی ضرورت نہیں ہے اسلئے کہ ماہ مبارک رمضان میں اہلسنت والجماعت کی مساجد میں یہ فعل عملاً دیکھا جاسکتا ہے یعنی مذہب اہلسنت والجماعت کے نزدیک ماہ مبارک رمضان میں نماز مغرب وعشاء کے بعد نافلہ نمازوں کو باجماعت انجام دینا تراویح کہلاتا ہے۔

لفظِ تراویح صحابہؓ و تابعینؒ (یعنی اسلاف) کے زمانے میں

۱۔"وَأنبأ أَبُو زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، أنبأ أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، أنبأ جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أنبأ أَبُو الْخَصِيبِ قَالَ: "كَانَ يَؤُمُّنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً""۔"حضرت ابو خصیب نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت سوید بن غفلہ ماہ رمضان میں نماز تراویح پانچ ترویحوں (بیس رکعت میں) پڑھاتے تھے"۔

(السنن الکبریٰ للبیهقي: ج ۲، ص ۶۹۹، رقم الحدیث ۴۶۱۹)

۲۔"أنبأ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ فَنْجَوَيْهِ الدَّيْنَوَرِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى السُّنِّيُّ، أنبأ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْبَزَّازُ، ثنا سَعْدَانُ بْنُ يَزِيدَ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ مَرْوَانَ السُّلَمِيُّ، أنبأ الْحَسَنِ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ الْبَقَّالِ، عَنْ أَبِي الْحَسْنَاءِ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ "أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يُصَلِّيَ، بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ عِشْرِينَ رَكْعَةً""۔"حضرت ابو الحسناء بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو رمضان میں پانچ ترویحوں میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا"۔

(السنن الکبریٰ للبیهقي: ج ۲، ص ۶۹۹، رقم الحدیث ۴۶۲۱؛ مصنف ابن ابي شيبة: ج ۲، ص ۳۵۵، رقم الحدیث ۷۶۸۱)



كتاب الصلاة / باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان ـــــــ ٦٩٩

٤٦١٧ ـ وقد أخبرنا أبو عبد الله الحسين بن محمد بن الحسين بن فنجويه الدينوري بالدامغان، ثنا أحمد بن محمد بن إسحاق السني، أنبأ عبد الله بن محمد بن عبد العزيز البغوي، ثنا علي بن الجعد، أنبأ ابن أبي ذئب، عن يزيد بن خصيفة، عن السائب بن يزيد قال: كانوا يقومون على عهد عمر بن الخطاب رضي الله عنه في شهر رمضان بعشرين ركعة، قال: وكانوا يقرأون بالمئين وكانوا يتوكأون على عصيهم في عهد عثمان بن عفان رضي الله عنه من شدة القيام.

٤٦١٨ ـ أنبأ أبو أحمد العدل، أنبأ محمد بن جعفر المزكي، ثنا محمد بن إبراهيم، ثنا ابن بكير، ثنا مالك، عن يزيد بن رومان، قال: كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب رضي الله عنه في رمضان بثلاث وعشرين ركعة.

ويمكن الجمع بين الروايتين فإنهم كانوا يقومون بإحدى عشرة ثم كانوا يقومون بعشرين ويوترون بثلاث والله أعلم.

٤٦١٩ ـ وأنبأ أبو زكريا بن أبي إسحاق، أنبأ أبو عبد الله محمد بن يعقوب، ثنا محمد بن عبد الوهاب، أنبأ جعفر بن عون، أنبأ أبو الخصيب، قال: كان يؤمنا سويد بن غفلة في رمضان فيصلي خمس ترويحات عشرين ركعة.

وروينا عن شتير بن شكل وكان من أصحاب علي رضي الله عنه أنه كان يؤمهم في شهر رمضان بعشرين ركعة ويوتر بثلاث وفي ذلك قوة لما:

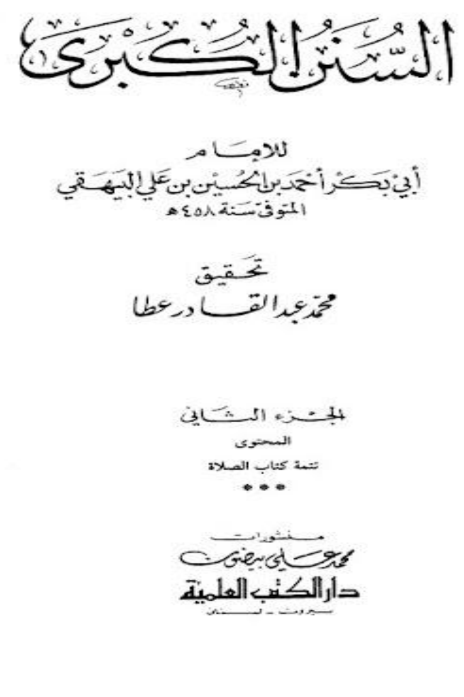
٤٦٢٠ ـ أخبرنا أبو الحسن بن الفضل القطان ببغداد، أنبأ محمد بن أحمد بن عيسى بن عبدك الرازي، ثنا أبو عامر عمرو بن تميم، ثنا أحمد بن عبد الله بن يونس، ثنا حماد بن شعيب(١)، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبد الرحمن السلمي، عن علي رضي الله عنه قال: دعا القراء في رمضان فأمر منهم رجلاً يصلي بالناس عشرين ركعة، قال: وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم.

وروي / ذلك من وجه آخر عن علي. ٤٩٧

وأما التراويح فيما:

٤٦٢١ ـ أنبأ أبو عبد الله بن فنجويه الدينوري، ثنا أحمد بن محمد بن إسحاق بن عيسى السني، أنبأ أحمد بن عبد الله البزاز، ثنا سعدان بن يزيد، ثنا الحكم بن مروان السلمي، أنبأ الحسن بن صالح، عن أبي سعد البقال، عن أبي الحسناء أن علي بن أبي طالب أمر رجلاً أن يصلي بالناس خمس ترويحات عشرين ركعة.

(١) في نسخة دار الكتب: وحماد بن شعيبه.



۳۔"حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَلَفٍ، عَنْ رَبِيعٍ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: «أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ»۔ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ"۔ "حضرت ابو البختری سے روایت ہے کہ وہ رمضان المبارک میں پانچ تر وتح (یعنی بیس رکعتیں) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے"۔(مصنف ابن ابي شيبة: ج ۲، ص ۲۶۸، رقم الحدیث ۷۷۶۸)

۴۔"حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ، «أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ، وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ»۔ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ۔ إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ"۔"حضرت سعید بن عبید سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ربیعہ انہیں رمضان المبارک میں پانچ تر وتح (یعنی بیس رکعت) نماز تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے"۔(مصنف ابن ابي شيبة: ج ۲، ص ۲۶۸، رقم الحدیث ۷۷۷۲)


مصنف ابن ابی شیبہ مترجم (جلد ۲) — ۲۶۸ — کتاب الصلاۃ

(۷۷۶۶) حضرت عبد العزیز بن رافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رمضان میں مدینہ میں ہمیں بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(۷۷۶۷) حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ.

(۷۷۶۷) حضرت ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت حارث رمضان میں لوگوں کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھایا کرتے تھے اور وہ رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے۔

(۷۷۶۸) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَلَفٍ، عَنْ رَبِيعٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ خَيْرًا، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(۷۷۶۸) حضرت ابو البختری رمضان میں پانچ ترویحات اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(۷۷۶۹) حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ أَرْبَعِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِسَبْعٍ.

(۷۷۶۹) حضرت حسن بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن اسود ہمیں رمضان میں چالیس رکعات تراویح اور سات وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(۷۷۷۰) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّونَ ثَلَاثًا وَعِشْرِينَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ.

(۷۷۷۰) حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو رمضان میں وتر کے ساتھ تیئس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

(۷۷۷۱) حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: أَدْرَكْتُ النَّاسَ بِالْمَدِينَةِ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يُصَلُّونَ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ.

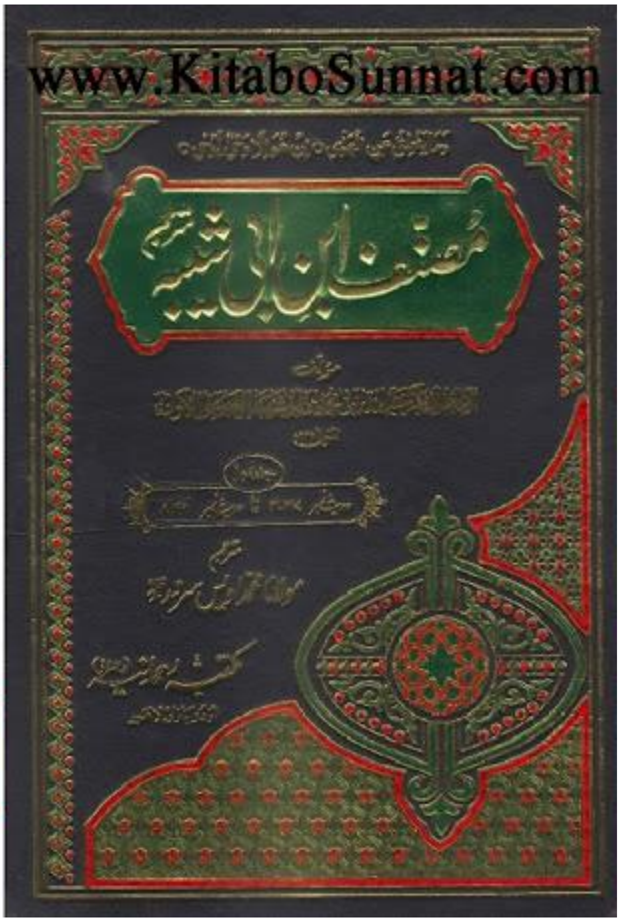
(۷۷۷۱) حضرت داود بن قیس فرماتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عمر بن عبد العزیز اور ابان بن عثمان کے زمانے میں چھتیس رکعات تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۷۷۷۲) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(۷۷۷۲) حضرت سعید بن عبید کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ربیعہ لوگوں کو رمضان میں پانچ ترویحات اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(۷۷۷۳) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ وِقَاءٍ، قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي بِنَا عِشْرِينَ لَيْلَةً سِتَّ تَرْوِيحَاتٍ، فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ الأَخِرُ اعْتَكَفَ فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى بِنَا سَبْعَ تَرْوِيحَاتٍ.

(۷۷۷۳) حضرت وقاء فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر رمضان میں ہماری امامت کراتے تھے اور ہمیں بیس رات تک چھ



۵۔ "عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: «كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ، فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ صَلَّى سِتَّ تَرْوِيحَاتٍ»"۔ "حضرت اسماعیل بن عبد الملک بیان کرتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کیا کرتے تھے تو وہ دونوں کی طرح تلاوت کرکے ہمیں سنایا کرتے تھے۔ ایک رات میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی

قرأت کے مطابق تلاوت کرتے تھے تووہ اس میں پانچ ترویحہ پڑھاتے تھے اور جب آخری عشرہ آجاتا تھا تووہ چھ ترویحہ اداکرتے تھے"۔ (مصنف عبد الرزاق:ج۳،بَابُ قِيَامِ رَمَضَانَ، ص ۲۷۲،رقم الحدیث۷۷۴۹)

۲۔ "عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، قَالَا: «إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يُصَلِّي بَيْنَ التَّرْوِيحَتَيْنِ فِي رَمَضَانَ، فَكَبَّرَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ صَلَاتَهُ، بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، وَلَا يَرْكَعُ»"۔"حضرت حسن بصری اور قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص رمضان کے مہینے میں دوترویحوں کے درمیان نمازاداکرتاہے اور پھر اُس کے رکوع میں جانے سے پہلے امام تکبیر کہہ دیتاہے تواس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ شخص رکوع میں نہ جائے اور امام کی نماز کی اقتداء میں اپنی اس نماز کو شامل کرلے"۔ (مصنف عبد الرزاق:ج۳،بَابُ قِيَامِ رَمَضَانَ، ص ۲۷۲،رقم الحدیث۷۷۵۰)



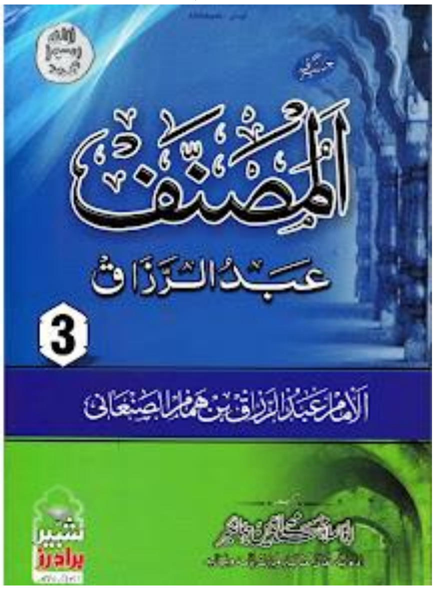
جہانگیری مصنف عبد الرزاق (جلد سوم) ﴿۲۷۲﴾ كِتَابُ الصِّيَام

7749 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ يَؤُمُّنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَكَانَ يَقْرَأُ بِالْقِرَاءَتَيْنِ جَمِيعًا، يَقْرَأُ لَيْلَةً بِقِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ فَكَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ، فَإِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ صَلَّى سِتَّ تَرْوِيحَاتٍ

** اسماعیل بن عبدالملک بیان کرتے ہیں: سعید بن جبیر رمضان کے مہینہ میں ہماری امامت کیا کرتے تھے تو وہ دونوں طرح کی تلاوت کر کے ہمیں سنایا کرتے تھے ایک رات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق تلاوت کرتے تھے تو وہ اُس میں پانچ ترویحہ پڑھاتے تھے اور جب آخری عشرہ آجاتا تھا تو وہ چھ ترویحہ ادا کرتے تھے۔

7750 - اقوالِ تابعین: عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الْحَسَنِ، وَقَتَادَةَ، قَالَا: إِذَا كَانَ الرَّجُلُ يُصَلِّي بَيْنَ التَّرْوِيحَتَيْنِ فِي رَمَضَانَ، فَكَبَّرَ الْإِمَامُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُصَلِّيَ صَلَاتَهُ، بِصَلَاةِ الْإِمَامِ، وَلَا يَرْكَعُ

7750- حسن بصری اور قتادہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی شخص رمضان کے مہینہ میں دو ترویحوں کے درمیان نماز ادا کرتا ہے اور پھر اُس کے رکوع میں جانے سے پہلے امام تکبیر کہہ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ شخص رکوع میں نہ جائے اور امام کی نماز کی اقتداء میں اپنی اُس نماز کو شامل کرلے۔



الحمدللہ دلائل کے ساتھ ساتھ عربی گرامر سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ تراویح بارہ رکعات سے زیادہ تو ہو سکتی ہے پر کم نہیں ہو سکتی، لہٰذا آٹھ رکعات تراویح کا دعویٰ تو عربی گرامر کے حساب سے بھی درست نہیں۔